بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عباراتِ اکابر

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ!

تمہیدی معروضات:

حضرات اکابرین رحمہم اللہ کی عبارات پر مخالفین کی طرف سے کئے گئے اعتراضات اور ان کے جوابات شروع کرنے سے پہلے چند باتیں عرض خدمت ہیں۔

[۱]: امن وسکون کو بر قرار رکھنے کے لیے یہ اصول اپنایا جائے کہ عبارت کا مطلب مصنف خود ہی بیان کرے۔

مگر فاضل بریلوی اور اس کے چاہنے والوں نے اس اصول کو یکسر نظر انداز کر کے عبارت کسی کی اور مطلب اپنی طرف سے بنا کر وار کیے بلکہ بعض موقعوں پر تو فاضل بریلوی وغیرہ سے یوں بھی ہوا ہے جسے شہید اسلام مصلح الامۃ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے، موصوف لکھتے ہیں:

”راقم الحروف غور وفکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ جناب مولانا احمد رضا خان صاحب کا قلم اور حجاج بن یوسف کی تلوار توام (جڑواں) پیدا ہوئے تھے۔ ان کے قلم کو تکفیر کا وہی چسکا تھا جو حجاج کی تلوار کو خون آشامی کا۔ وہ فطرتاً مجبور تھے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو تیغ تکفیر سے نیم بسمل کریں، اگر کسی کی کوئی عبارت یا عبارت کا نا تمام جملہ انہیں ایسا مل جاتا جو ان کے ذوق کافر گری کی تسکین کا سامان بن جاتا تو وہ اسے کافی سمجھتے تھے اور اس کی دوسری تحریروں سے آنکھیں بند کر لینا فرض سمجھتے تھے اور اگر خدانخواستہ انہیں ایک آدھ جملہ بھی میسر نہیں آتا تو وہ اپنے ذوق کی تسکین کے لیے خود ہی ایک عبارت بنا کر کسی صاحب سے منسوب کر دیتے اور اس کی بنیاد پر انہیں کافر گری کا جواز مل جاتا، وہ شخص ہزار چیخے، چلائے، شور مچائے کہ یہ عبارت میری نہیں، میں ایسی عبارت لکھنے پر لعنت بھیجتا ہوں مگر خان صاحب فرماتے ہیں کہ یہ عبارت ہم نے تمہارے نام سے چھاپی ہے اور اتنی مدت سے چھاپ رہے ہیں، لہٰذا تمہیں تسلیم کرنا ہو گا کہ عبارت تمہاری ہے اور اس لیے تم کافر ہو۔

میں نے یہ جو کچھ لکھا ہے یہ ظرافت نہیں بلکہ واقعہ ہے۔ خان صاحب کو دو بزرگ ایسے ملے جن کی تحریر میں ان کو کوئی کلمہ کفر نہیں مل سکا جس کی بنیاد پر انہیں کافر بناتے، اس لیے خان صاحب نے ایک صاحب کی طرف تو خود ایک عبارت بنا کر منسوب کر دی اور ان پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے اکابر حرمین سے ان کو رجسٹری کروایا۔ یہ شخصیت قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نوراللہ مرقدہ کی تھی...اس فتوے کی جس پر خان صاحب نے تکفیر کی بنیاد رکھی ہے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی اور جب اس کا علم ہوا تو اس سے براءت کا اظہار فرمایا اور ایسا لکھنے والے کو ملعون قرار دیا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص208 الجنۃ لاھل السنۃ: ص93)

مگر جناب خان صاحب کا اصرار مدت العمر یہی رہا کہ چونکہ ہم آپ کی طرف اس عبارت کو منسوب کر کے کفر کا فتویٰ رجسٹری کروا چکے ہیں لہٰذا یہ عبارت یقیناً آپ ہی کی ہے اور ہونی چاہیے اور لطف یہ کہ آج تک حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے انکار کے باوجود خان صاحب اور ان کی جماعت کا اصرار باقی ہے۔

کچھ اسی قسم کا حادثہ خان صاحب کو حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ قدس سرہ کے بارے میں پیش آیا، خان صاحب کا قلم حضرت مرحوم کو کافر بنانے کے لیے بے تاب تھا مگر مشکل یہ تھی کہ حضرت رحمہ اللہ کے دفتر تحریر میں خان صاحب کو ایک فقرہ بھی ایسا نہ مل پاتا تھا جس کی بنیاد پر ان کی تیغ تکفیر نیام سے باہر نکل آتی، اس مشکل کا حل خان صاحب نے یہ تلاش کیا کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی اس کتاب

سے جو صرف مسئلہ ختم نبوت پر لکھی گئی اور جن میں منکرینِ ختم نبوت کو صاف الفاظ میں "کافر" کہا گیا ہے، تین جملے تلاش کیے اور ان کو آگے پیچھے جوڑ کر مربوط اور مسلسل عبارت بناڈالی۔ پس خان صاحب کی تکفیر کے لیے جواز پیدا ہو گیا۔ خان صاحب نے جس چابکدستی سے تین الگ الگ جگہ سے تحذیر الناس کے ناتمام جملوں کو ملا کر ایک مکمل عبارت تیار کرائی وہ ان کی مہارت فن کا شاہکار ہے۔

(تحفہ قادیانیت از شہیدِ اسلام: ج2 ص132 تا134)

بریلویوں کے بڑے عالم مولوی خلیل احمد برکاتی نے بھی یہ ثابت کیا ہے کہ فاضل بریلوی کو عباراتِ غیر میں تحریف کا چسکا تھا۔

اب آیئے عبارات کی طرف! ہم صرف حسام الحرمین میں اکابر دیوبند پر کیے گئے اعتراضات کا جائزہ مختصراً عرض کرتے ہیں۔

الزام بر حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

حضرت نانوتوی کی عبارات کو سمجھنے سے پہلے تھوڑی سی تمہید:

اس کے لیے ہم حضرت العلامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے چند باتیں عرض کر رہے ہیں:

یوں سمجھیے ایک کمرے میں 10 آدمی یکے بعد دیگرے داخل ہوئے، کیا کوئی بھی یہ کہے گا کہ آخری آدمی ان سب سے افضل ہے کیونکہ وہ آخر میں آیا؟ ہر گز نہیں۔ اسی طرح سیدنا علیؓ کا زمانہ خلافت بعد میں ہے مگر افضل پہلے خلفاء ہیں۔ تو معلوم ہوا محض آخر میں آنے کی وجہ سے آدمی افضل نہیں ہوتا۔ تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن نے تو خاتم الانبیاء کی اسی وصف کی وجہ سے تعریف کی ہے۔ جب محض آخر میں آنا افضلیت کی بات اور دلیل نہیں تو اس آیت سے تعریف کیونکر ثابت ہو گی؟!

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ چونکہ ہمارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ اور مقام ومرتبہ سب سے بلند بالا ہے اس لیے آپ کو آخر میں مبعوث کیا گیا۔ تو آپ کے آخری نبی ہونے کی وجہ اور علت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی شان و مقام و مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے۔ یہیں ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ کیا یہ ضروری ہے کہ جس کی شان سب سے زیادہ ہو اس کو آخر میں بھیجا جائے؟ تو ہم اس کے متعلق یہ عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے بھیج دیا جاتا تو آپ کے بعد آنے والے نبی مقام میں کم ہونے کی وجہ سے ان کے لائے ہوئے احکامات بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے احکامات سے مقام میں کم ہوتے۔ یہاں قرآن تھا وہاں صحائف یا دیگر کتب ہوتیں، تو پھر اعلیٰ احکام کو ادنیٰ کے ذریعے منسوخ کر دیا جاتا۔

اور اگر درمیان میں بھی آتے تو بھی یہی صورت بنتی کہ نسخ اعلیٰ بالادنیٰ ہوتا یعنی کم مقام والے احکامات کے ذریعے اعلیٰ شان و مقام والے احکام منسوخ ہو جاتے جو کہ حکمت خداوندی کے خلاف ہے۔ کیونکہ حکمت تو یہ ہے:

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا الآیۃ یعنی جو آیت ہم منسوخ کرتے ہیں یا بھلاتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسی جیسی (آیت) لے آتے ہیں۔

تو نہ تو آپ علیہ السلام کے برابر کوئی تھا اور نہ افضل، اسی وجہ سے آپ کا آخر میں آنا آپ کا کمال ہے۔ اب سوال پیدا ہوا کہ آپ علیہ السلام کے برابر یا افضل کیوں کوئی نہیں ہو سکتا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اوصاف کی دو قسمیں ہیں؛ ذاتی اور عرضی۔ ذاتی اس وصف کو کہتے ہیں جو اپنے موصوف کے لیے شروع ہی سے ثابت ہو اور عرضی کہتے ہیں کہ جو اپنے موصوف کے لیے شروع ہی سے تو نہ ہو، البتہ بعد میں ثابت ہو یا ذاتی اس وصف کو کہتے ہیں کہ یہ وصف اس کا اپنا ہوتا ہے یعنی کسی ذریعے سے نہیں ملتا اور عرضی اس وصف کو کہتے ہیں جو اپنا نہیں ہوتا بلکہ کسی کے ذریعے سے ملتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ درودیوار روشن ہیں، ان پر روشنی سورج کی ہے۔ تو درودیوار کی روشنی عرضی ہے ذاتی نہیں، اس لیے رات کو یہ روشن نہیں اور سورج کی روشنی

ذاتی ہے، وہ کبھی بھی اس سے جدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح چاند کی روشنی اپنی نہیں بلکہ اس میں روشنی سورج سے آرہی ہے۔ تو چاند کی روشنی جن چیزوں پر پڑتی ہے ان کو روشنی چاند کی وجہ سے ملی۔ اب سلسلہ چلا کہ رات کو مختلف اشیاء روشن ہیں چاند کی وجہ سے اور چاند روشن ہے سورج کی وجہ سے۔ تو روشنی کا سلسلہ یہاں سورج پر آکر ختم ہوا۔ اسی طرح دیکھیے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ کو جب پیدا کیا گیا تو اسے نبوت سے سرفراز کیا گیا اور باقی نبیوں کو نبوت بعد میں ملی۔ گویا آپ علیہ السلام موصوف بالذات ہوئے وصف نبوت سے اور باقی انبیاء موصوف بالعرض ہوئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا تو اپنی حکمت کاملہ سے آپ کی یادداشت کے اوپر حکمت کے پردے لٹکا دیئے، آپ علیہ السلام کو پچھلا منظر یاد نہ رہا۔ جب آپ کی عمر مبارک 40 سال کو پہنچی تو پھر آگاہ فرمایا کہ اپنی نبوت کا اعلان فرمادیں۔ القصہ آپ علیہ السلام اس وصفِ نبوت سے موصوف بالذات ہیں تبھی تو آپ ارشاد فرمارہے ہیں کہ:

کنت نبیا و آدم بین الروح و الجسد کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح اور جسد کے مابین تھے۔

اب دیکھیے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے رات کو روشنی جو مختلف چیزوں پر ہے یہ آتی ہے چاند سے اور چاند کی روشنی آئی سورج سے اور یہاں سورج پر پہنچ کر سلسلہ ختم ہو گیا۔ اسی طرح تمام انبیاء کی نبوت آپ علیہ السلام کے وسیلے سے ان کو ملی ہے اور آپ علیہ السلام کی نبوت بالذات ہے یعنی کسی کے وسیلے سے نہیں ملی تو یہ سلسلہ آپ علیہ السلام پر پہنچ کر ختم ہو گیا۔ یعنی آپ علیہ السلام پر تمام کمالات کو، تمام محاسن و فضائل کو ختم کر دیا گیا۔ اس کو "ختم نبوت مرتبی" کہتے ہیں۔ یہ مقام و مرتبہ اس وقت سے ملا جب آدم علیہ السلام پیدا ابھی نہیں ہوئے تھے لیکن اس ختم نبوت مرتبی کے باوجود انبیاء تشریف لاتے رہے اور سلسلہ نبوت چلتا رہے اور جب آپ اس دنیا میں تشریف لائے تو آپ نے اعلان فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو پھر ختم نبوت زمانی کہ آپ کے زمانہ کے بعد کوئی نبی نیا نہیں آئے گا، بھی آپ کو حاصل ہو گئی۔ اب دو قسم کی ختم نبوت ہوئیں:

1۔ ختم نبوت مرتبی

2۔ ختم نبوت زمانی

پہلی کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی وجہ سے سب کو عزت و عظمت اور کمال نصیب ہوا، آپ تمام مراتب و مقامات میں آخری ہیں۔

دوسری کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی تشریف آوری پر نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا کہ اب کوئی نبی پیدا نہ ہو گا۔

ہمارے نزدیک دونوں قسم کی ختم نبوت پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

ایک دوسری طرح سے دیکھتے ہیں:

ایک "نقطہ" ہوتا ہے اور اسے مرکزِ دائرہ بھی کہتے ہیں اور ایک اس کے گرد دائرہ ہوتا ہے اس کو "محیط" کہتے ہیں۔ اب دائرہ کا اس مرکز سے پورا تعلق ہوتا ہے اور دائرہ اسی مرکز کی وجہ سے بنتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مرکزِ نبوت ہیں اور باقی انبیاء دائرہ نبوت ہیں۔ مرکز نہ ہو تو دائرہ کہاں؟ تو یہ دائرہ اسی مرکز کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تو تمام انبیاء کو نبوت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ملی اور سارے انبیاء کا سلسلہ نبوت آکر آپ علیہ السلام پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کو "ختمِ نبوت زمانی" کہتے ہیں اور اللہ نے شان و مرتبہ و مقام و منصب کو بھی آپ پر ہی ختم فرمادیا، تو اسی کو "ختم نبوت مرتبی" کہتے ہیں۔

القصہ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں قسم کی ختم نبوت حاصل ہے۔ قادیانی صرف ایک مانتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت مرتبی مانتے ہیں اور یہ مسلمان صرف ختم نبوت زمانی مانتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی حکمت دیکھیے کہ قادیانی سے برسوں پہلے خدا تعالیٰ نے مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کو پیدا کیا اور ان سے یہ جواب دلوا دیا کہ ہم مسلمان دونوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس طرح قادیانیوں کا منہ بند کر دیا۔

اس بات کو دوبارہ ذہن نشین فرمالیں کہ مولانا نانوتوی نے یہ نہیں فرمایا کہ آخر میں آنے میں کوئی فضیلت نہیں بلکہ آپ نے یہ فرمایا ہے

کہ آخر میں آنے میں بالذات فضیلت نہیں یعنی بالعرض تو فضیلت ہے اور وہ ہم عرض کر چکے ہیں۔ (ماخوذ از مناظرے مباحثے بتغیر یسیر)

اب دیکھیے اصل عبارات کو: "اگر آپ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی بالفرض نبی موجود ہو تو بھی ختم نبوت میں فرق نہیں پڑتا۔"

تو اس سے مراد حجۃ الاسلام رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ "خاتمیت مرتبی" میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ یہ تو آپ کو شروع ہی سے حاصل تھی اور دیگر انبیاء تشریف لاتے رہے تو فرق نہ پڑا۔ اب اگر بالفرض والمحال کوئی نبی آجائے تو کیسے فرق پڑے گا؟ سوال ہو گا کہ خاتم زمانی میں تو فرق پڑے گا۔ جواب یہ ہے کہ بالکل پڑے گا، اسی لیے تو حجۃ الاسلام نے "بالفرض" اور "اگر" جیسے لفظ استعمال کیے ہیں کہ ایسا ہو نہیں سکتا کہ آپ علیہ السلام کے بعد کوئی نیا نبی آئے۔ یہ عبارت تو صرف خاتمیت مرتبی کو ہی سامنے رکھتے ہوئے حضرت نے فرمائی ہے۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نبی کے آنے کو جائز مانتے ہوتے تو آپ "فرض" کیوں کرتے اور یہ بات تو فاضل بریلوی بھی لکھتے ہیں کہ فرض محالات جائز ہے۔

(اللہ جھوٹ سے پاک ہے ص139)

تو اعتراض کیوں؟ باقی ختم نبوت زمانی کا خیال کر کے اسے محال سمجھا کہ آپ کے بعد کوئی نبی آئے تبھی تو فرض کیا۔ جیسے بریلویوں نے لکھا ہے کہ اگر مرزا قادیانی نبی ہوتا تو سیدنا ابراہیم کی اولاد سے ہوتا۔ تو جیسے یہ "اگر" کہنے سے نبی بن نہیں گیا تو یہاں بھی "بالفرض" اور "اگر" کہنے سے نئے نبی کے آنے کو ممکن نہیں مانا جارہا بلکہ محال ہی مانا جارہا ہے کیونکہ محال کو ہی فرض کیا جاتا ہے نہ کہ ممکن کو۔ بعض لوگ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ خاتم زمانی کو خاتم مرتبی کے لیے لازم مانتے ہو، جب نیا نبی آجائے خاتم زمانی ٹوٹ گیا اور جب وہ نہ رہا تو ملزوم بھی نہ رہا۔

تو جواباً عرض ہے کہ اسی لیے تو حجۃ الاسلام نے "بالفرض" اور "اگر" کا لفظ کہا ہے یعنی ایسا ہونا محال ہے نا کہ ممکن، اور محال کو فرض کرنا جرم نہیں۔ قرآن مقدس میں بھی محالات کو فرض کیا گیا ہے جیسے اگر رحمن کا بیٹا ہوتا...الخ، اور اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا دوسرے خدا ہوتے الخ...

ایک اور بات بھی ملحوظ رہے کہ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی ختم نبوت زمانی کے قائل ہیں اور منکر کو کافر کہتے ہیں۔ دیکھیے شیخ العرب و العجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے خاتم زمانی ہونے کی پانچ دلیلیں ذکر فرما رہے ہیں۔ تین دلیلیں آیتِ قرآنی سے، ایک حدیث سے اور ایک اجماع اُمت سے۔ آیت قرآنی اس بارے میں ہے "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ"

[**دلیل نمبر1**] پس لفظ "خاتم النبیین" یا تو عام مانا جائے کہ جس کے دو افراد ہوں؛ ایک خاتم مرتبی اور دوسرا خاتم زمانی اور لفظ "خاتم" کا دونوں پر اطلاق اس طرح کیا جاتا ہے جیسے کہ مشترک معنوی اپنے متعدد افراد پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ (جیسے لفظ "عین" کئی معنوں میں مشترک ہے، ہر ایک پر برابری کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ از ناقل) پس اس دلیل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر دو وصف اس آیت سے ثابت ہوں گے۔ (اور یہ دلالت مطابقی ہے کہ لفظ اپنے کل موضوع لہٗ پر دلالت کرے۔ از ناقل) یہ دلیل اول کی اجمالاً تقریر ہوئی۔

[**دلیل نمبر2**] اور دلیل ثانی کی تقریر یہ ہے کہ لفظ "خاتم" کے معنی حقیقی خاتمیت مرتبی کے لیے جاویں اور خاتمیت زمانی معنی حقیقی نہ ہوں بلکہ مجازی ہوں لیکن آیت میں مراد ایسے معنی ہوں کہ جو معنی حقیقی اور مجازی دونوں کو شامل ہوں بطریق عموم مجاز کے۔ اس صورت میں ہر دو وصف کا ثبوت آپ کی ذات پاک کے لیے ظاہر ہے۔

[**دلیل نمبر3**] اور دلیل ثالث یہ ہے کہ معنی حقیقی خاتم کے خاتمیت مرتبی کے ہیں لیکن خاتمیت مرتبی کو خاتمیت زمانی لازم ہے۔ (تاکہ نسخ الاعلی بالادنی لازم نہ آئے، اسی لیے یہ ختم زمانی ختم مرتبی کو لازم ہے۔ از ناقل) اس لیے بدلالت التزامی آیت خاتمیت زمانی پر دلالت کرے گی اور اس آیت سے خاتمیت مرتبی اور زمانی کا ثبوت لازم آئے گا۔

[دلیل نمبر4] دلیل چہارم یہ کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہو گیا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا، اس لیے ثبوت خاتمیت زمانی کا ضرور ہو گا اور منکر اس کا اسی طرح کافر ہو جیسے کہ منکر احادیث متواترہ کا لیکن ان احادیث کا تواتر لفظی نہیں تو اتر معنوی ہے۔

[دلیل نمبر5] دلیل پنجم یہ ہے کہ اجماع اُمت کا منعقد ہو گیا ہے کہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الانبیاء زماناً ہیں اور اقرار اجماع کا کرنا ضروری ہے اور منکر اس کا کافر ہے۔" (الشہاب الثاقب ص73،74)

خان صاحب کے "کارنامے"

فاضل بریلوی نے عبارتوں کو نقل کرنے میں قطع وبرید سے کام لیا۔ وضاحت پیشِ خدمت ہے:

نمبر1:

1۔ تین عبارتوں کو ایک بنا دیا مثلاً عربی عبارت جو بنائی وہ یہ ہے:

و لو فرض فی زمنه صلی الله علیه وسلم بل لو حدث بعده صلی الله علیه وسلم نبی جدید لم یخل ذالك بخاتمیته و انما یتخیل العوام انه صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین مع انه لا فضل فیه اصلا عند اهل الفهم.

(حسام الحرمین عربی اردو، ص19)

ولو فرض فی زمنه صلی الله علیه وسلم (ایک ٹکڑا)، بل لو حدث بعده صلی الله علیه وسلم نبی حدید لم یخل ذالك بخاتمیته (دوسرا ٹکڑا)، و انما یتخیل العوام سے آخر تک۔ (تیسرا ٹکڑا)

پہلا ٹکڑا: تحذیر الناس کے ص14 کا ہے۔ اس کے شروع اور آخر سے عبارت کو کاٹ دیا۔

دوسرا ٹکڑا: ص28 کا اس کے ساتھ بھی یہی حشر کیا

تیسرا ٹکڑا: پھر ص3 کا ٹکڑا لے آئے اور اس کے ساتھ بھی یہی حشر کیا۔

ہمارا سوال ہے بریلوی حضرات سے کہ اگر تمہارے بقول تینوں ٹکڑے کفر تھے تو یہ بتاؤ کہ سیاق وسباق کے کاٹنے کی ضرورت کیا تھی اور عبارات میں تقدیم و تاخیر کہ پہلے والی عبارت کو آخر میں لانے اور آخر والی عبارت کو درمیان میں لانے کی اور درمیان والی عبارت کو شروع میں لانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ عبارات کفریہ ہوتیں تو فاضل بریلوی کو اس دوڑ دھوپ کی ضرورت نہ تھی؟

پھر فاضل بریلوی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ عبارات تین ہیں بلکہ ایک ہی بنا کر دکھائی۔ پھر درمیان میں کچھ فاصلہ بھی نہیں رکھا اور تو اور ترتیب بھی بہت ہی خاص انداز میں بنائی: پہلے ص14 پھر ص28 پھر ص03

یعنی ترتیب کو نہ شروع سے کیا کہ چلو ص03 پھر ص14 پھر ص28 ہو یا اُلٹ کر کے ص28، ص14، ص3 ہوتے۔ خدا برا کرے اس تعصب کا۔

بہر حال سیاق وسباق سے عبارات کو کاٹ کر ان عبارات کو پیش کیا جو کہ کبھی بھی تکفیر کے لیے مفید نہیں کیونکہ بریلوی مناظر علامہ اشرف سیالوی صاحب، پیر نصیر الدین گولڑوی صاحب کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

آپ نے بندہ کے مقالہ میں سے صرف ایک عبارت سیاق وسباق سے کاٹ کر اور پورے مضمون و مفہوم اور بنیادی مطلب و مقصد کو قارئین سے پوشیدہ رکھ کر جس تحکم اور سینہ زوری اور ظلم اور تعدی اور ناانصافی و بے اعتدالی کا مظاہرہ کیا اور باری تعالیٰ کی مشکلات سے سبکدوشی کا عنوان قائم کر کے اس کو میرا عقیدہ قرار دے دیا ہے۔ اور کفر کا فتویٰ پھر جڑ دیا۔ (ازالۃ الریب ص71)

یہی بات ہم کہہ رہے ہیں کہ فاضل بریلوی نے ظلم و تعدی کر کے سیاق وسباق کو کاٹ کرنا انصافی کر کے ہمارے بنیادی مقصد کو چھپا کر

تحکم اور سینہ زوری سے ہماری عبارات کا مطلب گھڑا ہے ہم اس خود کشیدہ مطلب سے بری ہیں۔ خود کشیدہ مطلب سے اگر سیالوی صاحب کافر نہیں ٹھہرتے تو ہم کو کیوں کافر ٹھہرایا جاتا ہے؟

نمبر2:

مرزا قادیانی کے اقوال نقل کر کے آگے لکھا ہے: منهم الوهابيه (حسام الحرمین)

یعنی یہ وہابیہ مرزائیوں سے ہیں حالانکہ دنیا جانتی ہے یہ مرزائی نہ تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ فتویٰ ہمارے اکابر کو مرزائی بتلا کر لیا گیا ہے اس لیے اس فتوے کی کوئی حیثیت نہیں۔

نمبر3:

حسام الحرمین میں عبارات عربی میں بنائی گئیں حالانکہ ہماری کتب اردو میں تھیں اور حرمین شریفین کے علماء اُردو نہ جانتے تھے۔ فاضل بریلوی نے علمائے دیوبند کی اردو عبارات کو غلط انداز میں عربی میں نقل کر کے دھوکہ دہی سے کام لیا اور بقول بریلویہ کے محض مخالف کے بیان پر اعتماد کرتے ہوئے بلا تحقیق فیصلہ صادر کر دینا نہ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و پسندیدہ ہے اور نہ ہی اسے اہل علم و دانش قبول کر سکتے ہیں۔
(البریلویہ کا تحقیقی جائزہ ص62)

جب کنز الایمان پر سعودی حکومت نے پابندی لگائی بلکہ جلانے کا فتوی دیا تو یہی بات صاحبزادہ حمید الدین سیالوی نے حکومت سعودیہ کو لکھی، ملاحظہ فرمائیں:

اس میں شک نہیں ہے کہ ترجمہ و حواشی اُردو زبان میں ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ادارہ البحوث العلمیہ (جس نے کنز الایمان کو جلانے کا فتویٰ دیا) کے اکثر ارکان اردو زبان نہیں جانتے ایک خاص گروہ نے اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو کبھی قبول نہ کرے اس ترجمہ اور ان کے حواشی کو جھوٹے رنگ میں رنگ کر ادارۃ البحوث العلمیہ کے اراکین کے سامنے پیش کیا اور اپنی چرب زبانی اور عیاری کے باعث ان سے یہ فتویٰ صادر کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

ہم کہتے ہیں اور جو ہم کہتے ہیں اس کے سچائی پر اللہ تعالیٰ کو گواہ پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے شر، کفر اور آیات کے معانی میں تحریف کا بہتان ایسے ربانی عالموں پر لگایا ہے جنہوں نے اپنی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ اپنا علم، اپنی دانش اور اپنی قابلیت اللہ کی بات کو بلند کرنے کے لیے اور ہندوستان میں بسنے والے بت پرستوں کو دعوت توحید پہنچانے کے لیے صرف کی اور وہ بہت سے بت پرستوں کو شرک کے گھپ اندھیروں سے نکال کر اسلام کے نور کی طرف لانے میں کامیاب ہو گئے اس مخصوص گروہ نے اپنے دل سے جھوٹی تہمتیں اور ظلم و کذب بیانی سے ان پاک نفوس پر الزام لگایا۔ (انوار کنز الایمان ص846،847)

یہی کچھ ہم اپنے اکابرین کی صفائی میں کہتے ہیں۔ عبارات کا مطلب وہ گھڑا جو ان اکابرین کے ذہن و خیال میں بھی نہیں آیا۔

بریلوی مناظر لکھتے ہیں:

بزرگوں کے کلام کا ان کی مراد کے خلاف مطلب نکال کر مراد لینا سراسر جہالت ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی ص74)

مولوی اشرف سیالوی جو بریلوی ملت کے "مناظر اعظم" اور "قائد" شمار ہوتے ہیں، لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ صحیح سوچ اور فکر نصیب فرمائے اور مقصودِ متکلم بھی سمجھنے کی توفیق بخشے۔ (تحقیقات ص62)

معلوم ہوا متکلم کی مراد نہ سمجھنا الٹی سوچ و فکر ہے جو فاضل بریلوی اور دیگر بریلوی علماء میں ہے۔

قارئین کرام! آپ نے عربی عبارت میں اتنی خیانتیں ملاحظہ فرمالیں، اب اردو والوں کو بھی دیکھیے:

نمبر4:

”حسام الحرمین“ مکتبہ نبویہ والوں نے جب اردو میں شائع کی تو پہلے ٹکڑے میں فاضل بریلوی نے جتنا حصہ کتاب کا لیا تھا انہوں نے دیکھا کہ عام قاری بھی یہ غلطی اور خیانت پکڑلے گا تو انہوں نے عبارت کو کچھ بڑھا دیا۔

پہلا ٹکڑا فاضل بریلوی نے یوں لکھا تھا:

ولو فرض فی زمنہٖ صلی اللہ علیہ وسلم

”اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی کوئی نبی فرض کرلیا جائے۔“

مگر مکتبہ نبویہ والوں نے اس کے ساتھ ایک جملہ اور بڑھا دیا اور شروع میں بلکہ کا اضافہ بھی کردیا اور یوں لکھا:

”بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔“

یہ اس لیے کیا گیا کہ فاضل بریلوی کی خیانت پکڑی نہ جائے مگر عربی خواں تو جانتے ہیں بہرحال یہ اردو خواں لوگوں کی بھی خیانت معلوم ہوگئی کہ اُردو والی حسام الحرمین میں ایک ٹکڑے کا اضافہ کردیا۔

نمبر5:

کچھ مکتبے اور آگے نکلے انہوں نے حسام الحرمین کی عبارت کہ ”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے“ کو یوں کردیا ”عوام کے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بے ایمانی ہے۔“

(تمہید ایمان مع حسام الحرمین ص70، مطبوعہ اکبر بک سیلرز لاہور، تمہید ایمان مع حسام الحرمین ص53، مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی، تمہید ایمان مع حسام الحرمین ص70، مطبوعہ مکتبہ المدینہ کراچی)

ان تینوں مکتبوں نے خیانت کے ریکارڈ توڑ دیے۔ اس پر **انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ** ہی کہا جاسکتا ہے۔

نمبر6:

تحذیر الناس ص 3 کی جب عبارت نقل کی گئی تو اس میں ایک جملہ چھوڑ دیا گیا جو کہ ”بایں معنی ہے کہ“ کے بعد موجود تھا یعنی یہ جملہ ”آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد“ (تحذیر الناس ص3)

پوری عبارت یہ ہے:

”سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔“ (تحذیر الناس ص3)

مزید ”کرم فرمائیاں“

اُردو والوں نے کہیں ”بلکہ“ کا لفظ چھوڑ دیا، کہیں ”سو“ کا لفظ نہیں لائے، کہیں ”اگر“ کا لفظ بھی چھوڑ گئے اور خیر سے فاضل بریلوی نے بھی ”بلکہ“ وغیرہا کئی جملوں کا عربی میں ترجمہ ہی نہیں کیا۔

اصل کتاب تحذیر الناس میں یوں تھا کہ ”اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔“ (تحذیر الناس ص3)

مگر عربی میں ترجمہ کرتے وقت یوں لکھا گیا: **انہ لا فضل فیہ اصلاً عند اھل الفھم.**

بالذات کا ترجمہ ہی نہیں کیا گیا۔

اب بریلوی کہتے ہیں ”بالذات“ کا ترجمہ لفظ ”اصلاً“ میں آگیا تو پھر جواباً عرض یہ ہے کہ ”اصلاً“ کا مطلب یہ بنتا ہے کہ بالکل کوئی فضیلت ہی نہیں؛ نہ ذاتی نہ عرضی جو کہ متکلم کے الفاظ و معانی و مراد کے بالکل خلاف ہے کیونکہ متکلم بالعرض فضیلت کا قائل ہے۔ بہرکیف یہ

فاضل بریلوی کی ”امانت“ و”دیانت“ کا مجموعہ ہے۔

بریلویوں کو یہ تو ماننا پڑے گا موصوف نے دھوکہ دہی و خیانت سے کام لیا ہے۔ باقی بحث بعد کی بات ہے اور جب حسام الحرمین کذبات، خیانات، دھوکہ جات کا مجموعہ ہو تو پھر اس کا جواب دینے کی ضرورت بھی باقی نہ رہے گی۔ فاضل بریلوی نے مزید دھوکہ دینے کے لیے مولانا محمد علی بانی ندوہ کا ذکر بھی کیا کہ وہ بھی ان کی تعریفیں کرتے ہیں، چونکہ ندوہ پر پہلے وہاں سے فتویٰ لگا چکے تھے اس لیے کام کو مزید آسان کرنے کے لیے ان کا ذکر کر دیا۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ حضرت نانوتوی علیہ الرحمۃ نے ”خاتم النبیین“ کا معنی ”آخری نبی“ کرنے کو عوام کا خیال بتایا ہے تو گزارش یہ ہے کہ حضرت نانوتوی علیہ الرحمۃ نے ”خاتم النبیین“ کا معنی ”آخری نبی“ کرنے کو عوام کا خیال نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ عوام کے خیال میں تو ”خاتم النبیین“ کا معنی صرف یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آخر میں آنے کو ہی افضل اور اعلیٰ ہونے کی وجہ قرار دیتے ہیں جبکہ راسخ فی العلم حضرات جانتے ہیں کہ پہلے یا بعد میں آنے میں ذاتی طور پر کوئی فضیلت نہیں ہے، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکمل، اعلیٰ اور افضل الانبیاء ہیں اس وجہ سے آپ کو سب سے آخر میں بھیجا گیا۔ تو جس طرح ”خاتم النبیین“ کے لفظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری ہونا ثابت ہوتا ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل اور اعلیٰ ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ چونکہ عوام کی سمجھ یہاں تک نہیں پہنچی تھی اس لیے حضرت نانوتوی علیہ الرحمۃ نے صرف ایک معنی مراد لینے کو عوام کا خیال بتلایا ہے، اس معنی (یعنی آخری ہونا) کا انکار نہیں کیا۔

الزام بر قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

قطب الارشاد گنگوہی پر فاضل بریلوی نے یہ الزام لگایا:

اس نے یہ افتراء باندھا کہ اللہ کا جھوٹا ہونا بھی ممکن ہے۔ (حسام الحرمین ص14)

آگے لکھتے ہیں:

ظلم و گمراہی میں یہاں تک بڑھا کہ اپنے فتوے میں جو اس کا مہری دستخطی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا جو بمبئی وغیرہ میں بارہا مع رد کے چھپا، صاف لکھ دیا کہ جو اللہ سبحانہ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق گمراہی درکنار فاسق بھی نہ کہو۔...الخ (حسام الحرمین ص15)

الجواب: ہم بریلویوں سے گزارش کرتے ہیں کہ ہمیں بھی وہ قلمی فتویٰ دکھاؤ کہ کہاں ہے؟ یہ فاضل بریلوی کا اتنا بڑا جھوٹ ہے جس کی توقع کسی عام مسلمان سے بھی نہیں کی جاسکتی۔

قطب الارشاد کی اپنی تحریر ملاحظہ فرمائیں:

ذات پاک حق جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں: قال اللہ تعالیٰ و من اصدق من اللہ قیلا. جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے وہ کذب بولتا ہے، وہ قطعاً کافر ہے، ملعون ہے اور مخالف قرآن و حدیث کا اور اجماع امت کا ہے، وہ ہرگز مومن نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص90)

اب بھی کوئی کہے کہ نہیں جی میں تو نہیں مانتا تو ہم اسے اتنا کہیں گے کہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں پیشی کے لیے تیار رہے۔ بعض رضاخانی یہ کہہ دیا کرتے ہیں: جی انہوں نے یہ تو نہیں کہا کہ میں نے یہ تحریر نہیں لکھی۔ تو جواباً عرض ہے استفتاء میں اگر یہ پوچھا جاتا کہ آپ نے ایسی تحریر لکھی ہے تو آپ اس کا جواب دے دیتے کہ میں نے نہیں لکھی جب پوچھا نہیں گیا تو یہ جواب دینے کی کیا معنی، جیسے کوئی کہے کہ فتاویٰ مہریہ میں پیر مہر علی شاہ نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا؟ تو یہی کہا جائے کہ بھائی اس کے کفر کا سوال ہی نہیں کیا گیا تو جواب کہاں ہوتا۔ جو سوال ہو جواب

اس کے موافق ہوتا ہے۔

سوال تھا کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ذات باری تعالیٰ عزاسمہ موصوف بصفت کذب ہے یا نہیں؟ اور خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں؟ اور جو شخص خدا تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص90)

تو جواب حضرت نے وہی دیا جو نقل کیا جا چکا ہے۔

مولانا خلیل احمد خان قادری برکاتی بریلوی لکھتے ہیں: فاضل بریلوی نے اپنے رسالہ "ازکی الہلال" میں دربارہ رؤیت ہلال خط وغیرہ تحریرات کو ناقابل اعتماد فرمایا ہے، پھر تکفیر مسلم کے بارے میں مجرد قلمی تحریر پر کیوں اعتماد کر کے احکام کفر وارتداد جاری کیے؟

(انکشاف حق ص210)

یعنی چاند کے دیکھنے کے بارے میں کسی کے خط اور تحریر پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تحریر کسی اور نے لکھی ہو یعنی یہ ہو سکتا ہے لکھی کسی نے ہو اور نام کسی کے لگائی ہو۔

جب چاند دیکھنے کے معاملے میں کسی کی تحریر جو موصول ہو اس پر فیصلہ نہیں ہو سکتا تو اتنے بڑے تکفیر کے مسئلے میں کیونکر کسی کی تحریر پر تکفیر ہو۔ ہاں اگر صاحب تحریر قبول کرے کہ یہ میری تحریر ہے، پھر بات اور ہے۔ جب حضرت گنگوہی خود کہہ رہے ہیں کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بری ہے۔ تو پھر کیونکر یہ بات ان کے ذمے لگائی جائے۔ ہداہم اللہ۔

اور یہ بات فاضل بریلوی نے بھی کہی ہے کہ: خط خود کب معتبر تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ الخط یشبہ الخط او الخط لا یعمل بہ۔

(ملفوظات ص203)

یعنی خط معتبر نہیں، اس کو بنیاد بنا کر عمل نہیں کیا جائے گا

سوال یہ ہے کہ فاضل بریلوی نے خود عمل کیوں کیا؟

الزام بر فخر المحدثین مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور یہ اس کا برا قول خود اس کے بدالفاظ میں ص47 پر یوں ہے: شیطان وملک الموت کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جسے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(حسام الحرمین ص15)

الجواب: حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی کتاب "براہین قاطعہ" پر اعتراض ہے جو کہ "انوارِ ساطعہ" کے جواب میں لکھی گئی۔ اس میں خود رضاخانی حضرات نے فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان پر قیاس کیا تو حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ نے جواب دیا۔ ہم حیران ہیں کہ شیطان پر قیاس خود مولوی عبد السمیع رامپوری نے اپنی اس کتاب "انوار ساطعہ" میں کیا جس پر تقریظ فاضل بریلوی کی ہے اور نام ہمارا لگا دیا۔ اس سے بڑھ کر کیا شاطرانہ چال ہو سکتی ہے؟!

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان پر قیاس کرنا، کیا یہ تعظیم نبوی ہے؟ بریلوی اس بات کا ہمیں جواب دیں کہ شیطان پر قیاس تو رامپوری صاحب اور فاضل بریلوی کریں، قصوروار ہم ٹھہریں، کیوں؟ کیا بریلویوں کے ہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان پر قیاس کرنا درست ہے؟

رامپوری صاحب لکھتے ہیں:

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے بھلا ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہے۔ دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے۔ در مختار کے مسائل نماز میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے مگر جس کو اللہ نے بچالیا بعد اس کے لکھا ہے۔ واقدرہ علی ذالك كما اقدر ملك الموت علی نظير ذالك یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دے دی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا... پس اسی طرح سمجھو کہ جب سورج سب جگہ یعنی اقالیم سبعہ میں موجود ہو کہ وہ چوتھے آسمان پر ہے، روحِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ساتویں آسمان پر علیین میں موجود ہے اگر وہاں سے آپ کی نظر مبارک کل زمینوں کے چند مواضع و مقامات پر پڑ جائے اور ترشح انوار فیضان احمدی سے کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سے مثل شعاع شمس محیط ہو جائے کیا محال اور کیا بعید ہے۔ (انوار ساطعہ ص357)

حضرت سہارنپوری نے اس کے جواب میں لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے: تمام مسلمان بشمول مصنف شیطان سے افضل ہیں، تو کیا اپنا علم شیطان کے دائرہ کار کے علم سے زائد مانتے ہیں؟ مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب بھی ہوتا ہے اور رنج بھی ہوتا ہے کہ ایسی نالائق بات منہ سے نکال کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان پر قیاس کیا، یہ کس قدر دوراز علم وعقل ہے۔

حضرت نے تو اس پر خوب خبر لی کہ تم نے آپ علیہ السلام کو شیطان پر قیاس کر کے کیوں ایسی غلط بات کہی، اُلٹا بریلویوں نے ہمیں کوسنا شروع کر دیا۔

اب مولوی اشرف سیالوی کی سنیے، وہ لکھتے ہیں: انبیاء و اولیاء کو اصنام و اوثان پر قیاس کرنا اور ان کے متبعین اور اطاعت گزاروں کو بت پرستوں پر قیاس کرنا یہ خالص خارجیت ہے اور مخلوقات میں بدترین مخلوق ہونے کی دلیل۔ (گلشن توحید و رسالت ص139، ج2)

جب بتوں پر قیاس کرنا خارجیت اور بدترین مخلوق ہونے کی دلیل ہے تو شیطان پر قیاس کرنا اور وہ بھی انبیاء علیہم السلام کو، یہ تو بدرجہ اولیٰ بدترین مخلوق ہونے کی دلیل ہے۔

دوسری جگہ یہی مولوی صاحب لکھتے ہیں: اوثان پر اللہ تعالیٰ کے تقرب اور فضل کے وسائل و ذرائع کو قیاس کرنا سراسر محرومی اور بدنصیبی ہے اور بے دینی والحاد اور منصب نبوت و رسالت کی توہین و تحقیر ہے۔ (گلشن توحید و رسالت ص164، ج2)

یعنی انبیاء و اولیاء کو بتوں پر قیاس کرنا، یہ بدنصیبی، محرومی، بے دینی، الحاد اور منصب نبوت و رسالت کی توہین و تحقیر ہے۔ غور کیجیے کہ شیطان تو ان بتوں سے بھی گیا گزرا ہے، اس پر قیاس کرنا تو اس سے بڑا جرم ہو گا۔

مفتی حنیف قریشی صاحب کہتے ہیں:

جانوروں کے ساتھ کسی جنس کا ذکر کیا جائے تو یہ اس جنس کی توہین ہے۔ (مناظرہ گستاخ کون ص54)

تو کیا شیطان پر قیاس کیا جائے تو یہ درست مانو گے؟

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

حضور کی شان میں ہلکے لفظ استعمال کرنے، ہلکی مثالیں دینا کفر ہے۔ (نور العرفان ص345، کتب خانہ نعیمی لاہور)

اس سے گھٹیا مثال کیا ہوگی کہ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان پر قیاس کیا جائے؟! القصہ یہ بریلوی اصول کی روشنی میں رامپوری صاحب اور فاضل بریلوی کی جانب سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بنتی ہے۔ مگر ہم بریلویوں پر حیران ہیں کہ ان کو تو کچھ نہ کہا اور جس آدمی نے اس کو نالائق حرکت قرار دیا ہے اس کو گستاخ رسول کہنا شروع کر دیا۔ اصل عبارت پر گفتگو شروع کرنے سے پہلے چند باتیں ذہن میں رکھیں۔

1۔ عقائد قیاس سے ثابت نہیں ہوتے۔

2۔ ہم اہل حق اہلسنت شیطان لعین کے دائرہ کار کا علم جو اس کی گندی سوچ پر مشتمل ہے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہیں مانتے۔

3۔ ملک الموت کی معلومات کہ فلاں کی روح قبض کرنی ہے یہ ایسی معلومات ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام کو ان کی حاجت نہیں ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ نے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان تمام باتیں بتادی ہیں۔

5۔ اگر کوئی کہے رقص وغیرہ کا علم فاضل بریلوی کو نہیں لہٰذا افاضل بریلوی صاحب کا علم رقاصہ اور سینما والے سے کم ہے تو بریلوی کہیں گے کہ یہ غلط ہے بلکہ اس کی نسبت ہی بریلوی حضرات فاضل بریلوی کی طرف کرنا توہین سمجھیں گے۔

6۔ دنیا کی بعض باتیں جو علم دین سے متعلق نہیں ان کو اگر انبیاء علیہم السلام نہ جانیں تو یہ ان کے لیے عیب نہیں۔

7۔ اگر بعض جزوی باتوں کا علم کسی کو ہو اور نبی کو نہ ہو تو اس سے وہ نبی سے بڑھ نہیں جائے گا جیسے ہدہد نے آکر سلیمان علیہ السلام سے کہا تھا کہ میں ایسی خبر لایا ہوں جو آپ کو نہیں۔

8۔ سیدنا علیؓ کو حضرت مابورؓ کے قتل کے لیے بھیجا وہ کنوئیں میں چھپے تھے جب حضرت علیؓ نے نکالا اور قتل کرنے لگے وہ گر پڑے اور ان کی چادر (تہبند) کھل گئی۔ سیدنا علیؓ کی اچانک نظر ان کے ستر پر پڑی وہ تو نامر د تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل نہ کیا۔ واپس آئے اور آپ علیہ السلام سے سارا واقعہ عرض کر دیا۔ تو سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الشاھد یری ما لا یری الغائب. (مسند احمد)

اب کیا کوئی سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کا علم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کہے گا؟ ہرگز نہیں۔

اب عبارت کو دیکھیے! جہاں حضرت نے اس شیطانی قیاس کا جواب دیا ہے جس کو اہل بدعت اچھا نہیں سمجھتے، وہ عبارت یہ ہے:

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر (یعنی ان کو جو بعض جزئیات حادثہ دنیا و یہ کا علم ہے کہ جن سے ان کا مقصد اغواء اور قبض ارواح ہے۔ وہ ان کو حاصل ہو گیا ہے اور یہ پیدا ابھی اسی کے لیے گئے ہیں ان پر قیاس کر کے) علم محیط زمین فخر عالم کو (یعنی علم غیر عطائی ذاتی آپ علیہ السلام کو مانا جائے تاکہ روئے زمین میں جہاں بھی مجلس موجود ہو وہیں آپ تشریف لائیں۔ ہم نے علم محیط زمین کا مطلب ذاتی علم اس لیے کیا ہے کہ آگے حضرت سہارنپوری نے ص 57 پر خود لکھا ہے یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کے لیے کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ رکھے جیسا جہلاء کا یہ عقیدہ ہے۔ اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔) خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ (یعنی ذاتی علم کو بغیر کسی دلیل کے نبی محترم کیلئے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟ یعنی ذاتی علم کو بغیر کسی دلیل کے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا شرک ہی ہے جیسا کہ فاضل بریلوی نے خود ملفوظات ص 317 میں کہا ہے کہ غیر خدا کے لیے کی ایک ذرہ ذاتی علم ماننا کفر ہے۔) شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت (کہ ملک الموت کا روحوں کو قبض کرنا اور شیطان کا بھاگ دوڑ کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا جس کے لیے وہ پیدا کیے گئے ہیں) نص سے ثابت ہوئی (وہ آپ بھی مانتے ہیں اور آپ نے بھی یہ باتیں لکھی ہیں کہ ان کاموں کے لیے ان کو وسعت دی گئی ہے۔) فخر عالم کی وسعت علم کی (یعنی ذاتی علم جو محیط ہو علم زمین پر) کون سے نص قطعی سے ثابت ہے؟ (براہین قاطعہ ص 55)

اس میں کیا گستاخی ہے؟

1۔ اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم محیط ذاتی ماننا شرک قرار دیا ہے۔ وہ آپ کو بھی مسلم ہے اور یہ قید ہماری نہیں بلکہ حضرت نے اس بحث کے آخر میں خود لکھی ہے کہ یہ بحث اس صورت میں ہے جب علم ذاتی مانا جائے۔

2۔ آپ علیہ السلام کے علوم عالیہ وکمالیہ کی بات نہیں ہو رہی بلکہ شیطان و ملک الموت کے دائرہ کار کی بات ہو رہی ہے۔

3۔ نصوص قطعیہ میں تو ایسے علوم کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق نہیں کہا گیا ہے جیسے شعر گوئی وغیرہ، اس لیے شیطانی سوچ وفکر پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو محیط ماننا نصوص قطعیہ کا رد کرنے کے مترادف ہے۔

4۔ اور مولانا کے یہ الفاظ کہ "یہ وسعت" یہ اس بات پر مشیر ہے کہ ان ملک الموت اور شیطان کے دائرہ کار کی بات ہو رہی ہے نہ کہ مطلق اور جمیع علوم کی۔

5۔ یہ بات کہ شیطان کے دائرہ کار کا علم نبی کو ہوتا ہے ہمیں مسلَّم نہیں بریلیوں کو مسلَّم ہے۔ مثلاً جاء الحق میں مفتی احمد یار نعیمی نے لکھا ہے۔ حضور علیہ السلام کو تمام جہان والوں کا علم دیا گیا اور جہان والوں میں شیطان بھی شامل ہے۔ (جاء الحق ص77)

اس لیے بریلویوں کو تکلیف ہے کہ یہ گستاخی ہے۔ ہم کہتے ہیں ان گندی باتوں کا علم "ماننا" گستاخی ہے نہ کہ "انکار کرنا" گستاخی ہے! اس لیے کہ آپ کے جید عالم مولوی اللہ دتہ صاحب لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو وہ امور غیبیہ جن کا علم ان کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ ان کا علم عطا فرماتا ہے اور کسی کے لیے غیر ضروری معلومات مہیا کرنا حکیم اور علیم کی شان نہیں۔ (تنویر الخواطر ص48)

آپ کی معتبر کتاب روضۃ القیومیہ میں ہے: ہزارہا علوم و معارف اس قسم کے ہیں کہ انہیں انبیاء سے منسوب کرنے سے عار آتی ہے۔ (ج1 ص160)

تو یہ بات ہمیں تو اچھی نہیں لگتی البتہ بریلوی حضرات کو اچھی لگتی ہے تو ان کی قسمت۔ الزام کا خلاصہ یہ تھا کہ یہ شیطان کے علم کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ مانتے ہیں جبکہ یہ بات چور مچائے شور کے مترادف ہے۔ کیونکہ یہ بات تو تم نے ہی لکھی ہے اور اپنے آپ کو چھپانے کے لیے ان حضرات کے نام لگا دی جن کو اس کا وہم و گمان بھی نہیں گزرا تھا۔ اب سنیے! فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

1۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے۔ ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔ (خالص الاعتقاد ص6)

یہی بات اویسی بہاولپوری نے عقائد صحابہ ص5، رسائل اویسیہ ج2 اور الیاس عطار قادری نے کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب کے ص245 اور نعیم اللہ خان قادری نے شرک کی حقیقت کے ص132 پر نقل کی ہے۔ جس کا مطلب صاف یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کا علم اوروں سے تو زائد ہے مگر ابلیس کا علم آپ کے علم مبارک سے وسیع تو ہے مگر وسیع تر نہیں۔

2۔ مفتی احمد یار نعیمی نے معلم التقریر ص95 پر سیدنا آدم کو ابلیس کا شاگرد بنایا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ استاد کا علم طالب علم کم مان کر نہیں آتا زیادہ مانتا ہے تب ہی پڑھنے کے لیے آتا ہے۔

3۔ یہی مفتی صاحب نور العرفان ص730 پیر بھائی کمپنی لاہور پر لکھتے ہیں: شیطان نے کہا میں پرانا صوفی عابد عالم فاضل اور آدم علیہ السلام نے نہ ابھی کچھ سیکھا نہ عبادت کی۔ یعنی علم و عمل میں جناب آدم علیہ السلام سے شیطان زیادہ تھا۔

4۔ اب آپ بتائیں کہ بریلوی حضرات شیطان کے علم کو انبیاء سے زیادہ مانتے ہیں یا کم؟! مگر بدنامی کے ڈر سے یہ جرم ہم پر دھر دیا۔

ہم آخر میں اپنا نقطہ نظر "المہند علی المفند" سے عرض کر دیتے ہیں جو عرب و عجم کی مصدقہ ہے۔

"سوال: کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے؟ اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا علم حِکَم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم ہے، وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کے فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جا سکتا ہے؟ ہاں کسی جزئی حادثہ حقیر کا حضرت کو اس لیے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس کی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان نہیں پیدا کر سکتا۔ جبکہ ثابت ہو چکا کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ کے منصب اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ شیطان کو

بهتیرے حقیر حادثوں کی شدت التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ ان پر فضل اور کمال کا مدار نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، ہرگز صحیح نہیں۔ جیسا کہ کسی ایسے بچے کو جسے کسی جزئی کی اطلاع ہو گئی ہے، یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں بچہ کا علم اس تبحر و محقق مولوی سے زیادہ ہے جس کو جملہ علوم وفنون معلوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں اور ہم ہُدہُد کا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والا قصہ بتا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں کہ مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں۔ اور کتب حدیث و تفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں۔ نیز حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون و جالینوس وغیرہ بڑے طبیب ہیں جن کو دواؤں کی کیفیت و حالات کا بہت زیادہ علم ہے حالانکہ یہ بھی معلوم ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اور مزے اور کیفیتوں سے زیادہ واقف ہیں تو افلاطون و جالینوس کا ان ردی حالت سے ناواقف ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقلمند بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہو گا کہ کیڑوں کا علم افلاطون سے زیادہ ہے۔ حالانکہ ان کا نجاست کے احوال سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام شریف و ادنیٰ و اعلیٰ و اسفل علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے افضل ہیں، تو ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں یا کلی، آپ کو معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے محض اس فاسد قیاس کی بناء پر اس علم کلی و جزئی کے ثبوت کا انکار کیا ہے۔ ذرا غور تو فرمائیے کہ ہر مسلمان کو شیطان پر فضل و شرف حاصل ہے۔ پس اس قیاس کی بناء پر لازم آئے گا کہ ہر اُمتی بھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو اور لازم آئے گا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس واقعہ کی جسے ہدہد نے جانا اور افلاطون و جالینوس واقف ہوں کیڑوں کی تمام واقفیتوں سے اور سارے لازم باطل ہیں چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے قول کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا گیا ہے جس نے کند ذہن بددینوں کی رگیں کاٹ دیں اور دجال و مفتری گروہ کی گردنیں توڑ دی ہیں۔ سو اس میں ہماری بحث صرف بعض حادثات جزئی میں تھی اسی لیے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تھا تاکہ دلالت کرے کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف یہ ہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا کرتے ہیں اور شاہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے نہیں اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ وہ کافر ہے چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہترے علماء کر چکے ہیں اور جو شخص ہمارے بیان کے خلاف ہم پر بہتان باندھے اس کو لازم ہے کہ شاہنشاہ روز جزاء سے خائف بن کر دلیل بیان کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے۔"

(المہند علی المفند ص 57 تا 60)

مزید سنئے! بریلوی عالم دین مفتی خلیل احمد خان قادری برکاتی لکھتے ہیں:

رہی مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری مرحوم کی عبارت براہین قاطعہ جس کو مختلف جگہ کے فقروں اور ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک کفری مضمون بنایا ہے یہ آپ کی (اعلیٰ حضرت) دستکاری کا ایک نمونہ ہے۔ کہیں کا فقرہ کہیں کاٹ کر لگا دیا اس کا سیاق وسباق غائب پھر اس میں بھی اپنی تصنیف شامل۔

آگے لکھتے ہیں:

مولوی نذیر احمد خان صاحب مدرس مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات نے اول رد براہین قاطعہ کا لکھا تھا جس کا نام بوارق لامعہ ہے جو 1309ء بمبئی مطبع دت پرشاد سے شائع ہوا اس میں براہین قاطعہ کی اس عبارت کا انہوں نے یہ مطلب کہیں نہ بتایا نہ اس پر حکم کفر بیان کیا۔

(انکشاف حق 132)

آگے لکھتے ہیں: کیا وہ ہندوستانی زبان اور اس کے محاورات کو نہ جانتے تھے یا وہ کفر و اسلام کو بھی نہ پہنچانتے تھے۔ ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک براہین قاطعہ کی عبارت کا یہ مطلب ہی نہیں تھا جو آپ نے بیان فرمایا ہے۔ ورنہ وہ اس پر ضرور رد بلیغ فرماتے اور اسے احکام کفر بتاتے۔

(انکشاف حق ص 133)

مولوی عبد السمیع رامپوری کی سنیے ! رامپوری صاحب سے جب کہا گیا کہ براہین قاطعہ کا جواب لکھیں تو انہوں نے کئی عذر کیے اور یہ بھی عذر کیا کہ مؤلف براہین قاطعہ نے بہت سے مضامین ایسے لکھ دیئے ہیں جس سے اکثر اہل اسلام متوحش اور نفوز ہو گئے اور آگے مختلف باتیں لکھیں مگر اس عبارت کا نام ونشان نہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس وقت کے اہل اسلام نے اس عبارت کو قابلِ گرفت نہ سمجھا۔ (دیکھیے انوار ساطعہ ص32)

آگے "نظر ثانی" کا عنوان قائم کر کے اس میں لکھتے ہیں: ہاں جو کوئی شبہ صاحب براہین قاطعہ کا واجب الدفع سمجھا جائے گا اب نظر ثانی (انوار ساطعہ) کی کر رہا ہوں خاص اپنی (انوار ساطعہ) میں اس شبہ کو لکھ کر حل کر دیا جائے گا۔ (انوار ساطعہ 34)

اگر یہ عبارت کفریہ ہوتی تو وہ ضرور اس کو بھی واجب الدفع سمجھتے مگر انہوں نے کئی مقامات پر جوابات دینے کے باوجود اس مقام پر عبارت کو بالکل رد نہیں کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ ہندوستان کے علماء نے بشمول رامپوری صاحب یہ عبارت قابل ردو تردید نہ سمجھی، اس لیے اس کو نہ رد کیا۔ یہ صرف فاضل بریلوی صاحب کی مہربانی اور عنایت ہے کہ انہوں نے اس عبارت کی بنا پر تکفیر کر ڈالی۔

الزام بر حکیم الامت مجدد ملت الشاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں سے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں اس نے ایک چھوٹی سے رسلیا تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے۔ اس کی ملعون عبارت یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حسام الحرمین ص18)

الجواب:

بریلویوں سے ہمارا یہ سوال ہے کہ اس میں گستاخی کیا ہے؟

وہ جواب میں لکھتے ہیں:

تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس وناکس، زید و عمرو بکر بلکہ مجنون، پاگلوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ان کے مساوی بتایا اور اس پر فریقین کا اتفاق ہے کہ ان دونوں باتوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی توہین اور تحقیر ہے۔ (مسئلہ تکفیر اور امام احمد رضا ص34)

خلاصۃ الکلام یہ ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گھٹیا تشبیہ دینا یا آپ کے علم کو گھٹیا چیزوں کے برابر کہنا توہین و گستاخی ہے۔ اب ہم سے سنیئے! حضرت حکیم الامت کی عبارت میں نہ تو آپ علیہ السلام کے علم مبارک کو جانوروں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور نہ ہی ان کے برابر کیا گیا ہے۔

آیئے! بریلویوں کے جید عالم مفتی خلیل احمد خان قادری برکاتی کی سنیے، وہ اسی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جناب ابھی تک آپ یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ اس عبارت میں آپ کے نزدیک تشبیہ ہے یعنی معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ان مذکورہ اشیاء کے علم کے ساتھ تشبیہ ہے یا برابری (کیونکہ ابھی گزر چکا ہے کہ بریلوی کہتے ہیں یا تشبیہ ہے یا برابری)

فاضل بریلوی نے تو برابری کے معنی متعین کیے ہیں۔ چنانچہ اس کا ترجمہ عربی میں مثل کے ساتھ کیا ہے۔

مگر جناب کو ان کے بیان کئے ہوئے معنی میں تردد ہے جب ہی تو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ تشبیہ دی یا برابر کر دیا۔ نعوذ باللہ۔ حقیقت تو یہ ہے

کہ مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت میں نہ تشبیہ ہے نہ برابری، لفظ "ایسا" نہ تشبیہ کے لیے متعین ہے نہ برابری کے لیے، یہ فاضل بریلوی کی خوبی فہم ہے کہ اپنی رائے سے مقرر کرکے اس پر احکام کفر لگادیے۔

سنیئے! اہل زبان ہندوستان کے یہاں لفظ "ایسا" ہر جگہ تشبیہ کے لیے ہی نہیں بولا جاتا ہے۔ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ زید نے ایسا گھوڑا خریدا ہے جو اس کو پسند آیا یا زید نے ایسا کام کیا جس سے سب لوگ خوش ہوگئے۔ کہیے کہاں دونوں مثالوں میں لفظ ایسے کے معنی تشبیہ یا برابری کے لیے کب ہوئے؟

پھر چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:

اگر مولوی شریف الحق صاحب کے بقول تشبیہ ہے تو تشبیہ میں مشبہ و مشبہ بہ میں برابری کیا لازم ہے؟ اہل فن کا مقررہ قاعدہ ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے اقوی ہوتا ہے۔ خلیفہ معتمد باللہ کی مدح میں جو اس مداح حسان مصیصی شاعر اندلس نے کہا تھا۔

کان ابوبکر ابو بکر الرضی

وحسان حسان وانت محمد

یعنی اے ممدوح! تیرا وزیر ابو بکر ابن زیدون ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مانند ہے اور تیرا مداح شاعر حسان مصیصی حسان بن ثابت مداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند ہے اور تو خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند ہے۔

اس پر بعض شارحین شفاء نے کہا تھا کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر معتمد باللہ کو حسان شاعر نے کہہ دیا ہے۔ اس پر علامہ خفاجی نے شرح شفاء میں اور علامہ علی قاری نے اپنی شرح شفاء میں اعتراض فرمایا اور تشبیہ کی بناء پر دعویٰ برابری کو خلاف قاعدہ مقررہ اہل فن قرار دیا۔

علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں فرمایا کہ ان شارحین کے کلام کو نہ ذکر کرنا ہی بہتر ہے۔ علامہ علی قاری نے فرمایا یعنی اس شعر حسان مصیصی پر شارحین نے مصنف کی تبعیت میں طویل کلام کیا ہے لیکن کلام اشکال سے خالی نہیں اس لیے کہ تشبیہ سے مشبہ بہ کے ساتھ کمال میں برابری لازم نہیں آتی بلکہ قاعدہ مقررہ ہے کہ مشبہ بہ اقوی ہوتا ہے۔ سارے حالات میں۔ الخ

اس میں تصریح ہے کہ تشبیہ میں برابری نہیں ہوتی۔ اگر کسی اعلیٰ درجہ کی چیز کو کسی ادنیٰ درجہ کی چیز سے بغرض سمجھانے مخاطب کو تشبیہ دے دی جائے تو اس کو توہین و تنقیص نہیں کہا جاسکتا۔

صحیح بخاری شریف میں حدیث موجود تھی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! آپ پر وحی کس طور سے آتی ہے؟ تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی کبھی مجھ پر وحی مثل گھنٹہ کے آواز کے آتی ہے۔

غور کیجئے کہ اس حدیث شریف میں وحی الٰہی کے نزول کو گھنٹہ کی آواز کے مثل فرمایا یعنی گھنٹہ کی آواز سے تشبیہ دی ہے حالانکہ گھنٹہ کی آواز کو حدیث شریف میں شیطانی آواز فرمایا گیا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

جس قافلہ میں گھنٹہ ہوتا ہے اس قافلے میں رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے۔ کیا - معاذ اللہ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توہین وحی فرمائی؟ (انکشاف حق ص128 تا130)

پھر آگے لکھتے ہیں: جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کی پیدائش اور تمام عالم کی بقا کا سبب مان رکھا ہے اور تمام علوم عالیہ شریفہ لوازم نبوت کا جامع مان رہا ہے۔ کیا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی برابری زید عمرو مجانین و بہائم و حیوانات کے علم

سے کرے گا؟

افسوس عقل و انصاف کو ترک کر دینا اور اپنی انفرادی رائے کو تمام اہل علم کی رائے پر ترجیح دے دینا جبکہ مصنف خود اپنی عبارت کے لیے اس مضمون کا انکار صریح کر رہا ہے اور دوسرے اہل علم بھی اس خبیث مضمون کو اس عبارت کے لیے نہیں مانتے اس پر بھی وہی کہنا دین و دیانت کے خلاف نہیں تو اور کیا ہے؟ (انکشاف حق ص131)

قارئین ذی وقار! مفتی خلیل احمد صاحب قادری برکاتی نے صاف کہہ دیا ہے کہ اس عبارت میں حکیم الامت نے نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک علم کو چوپاؤں کے برابر کہا ہے اور نہ ہی تشبیہ دی ہے۔

اور ہم بھی یہی کہتے ہیں اور یہی بات حکیم الامت نے بھی ارشاد فرمائی کہ لفظ "ایسا" مطلق بیان کے لیے بھی آتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ "اللہ ایسا قادر ہے" اب یہاں نہ تشبیہ ہے اور نہ برابری۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ گفتگو حکیم الامت رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم مبارکہ کے متعلق نہیں کر رہے بلکہ وہ تو لفظ "عالم الغیب" پر گفتگو کر رہے ہیں کہ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب بعض علم کی وجہ سے کہا جاتا ہے تو پھر تو ہر ایک کو کہنا چاہیے کیونکہ ہر ایک کے پاس کچھ نہ کچھ معلومات ہوتی ہے جو کہ "بعض علم" کہلاتی ہے۔ آخری جملہ جو فاضل بریلوی نے اڑا دیا اس سے یہ بات مفہوم ہو رہی تھی وہ ٹکڑا یہ ہے: "کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہوتی ہے۔" اگر یہ ٹکڑا لکھ دیا جاتا تو ہر آدمی اس ٹکڑے کو دیکھ کر بات سمجھ لیتا ہے کہ لفظ "ایسا علم" سے نبی پاک علیہ السلام کے علم مبارک کی طرف اشارہ نہیں بلکہ اس آخری ٹکڑے والے علم کی طرف اشارہ ہے۔ مگر فاضل بریلوی تو "فاضل" تھے۔

اور دوسرا "کارنامہ" فاضل بریلوی نے یہ سر انجام دیا کہ ایک ٹکڑا اور عبارت کا آخر سے اُڑا دیا جو یہ تھا کہ "تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے"... یہ کارنامہ موصوف نے اس لیے سر انجام دیا تاکہ لوگوں کا دماغ اس طرف نہ جائے کہ بات اس پر ہو رہی ہے کہ آپ علیہ السلام کو عالم الغیب کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اب ٹکڑا اُڑانے سے لوگوں کو دھوکہ دیا کہ بات آپ علیہ السلام کے علم مبارک کی ہو رہی ہے۔

القصہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے مشورہ دیا کہ بے دین لوگ آپ کی تحریر کی وجہ سے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں، عبارت اگرچہ ٹھیک ہے مگر اس کو بدل دیا جائے تو کیا حرج ہے؟! تو آپ نے اس مشورہ کو قبول کر کے عبارت کو بدل دیا، اب عبارت یوں ہے:

اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا تخصیص؟ مطلق بعض علوم تو غیر انبیاء کو بھی حاصل ہیں تو چاہیے سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔

(تغیر العنوان ص13)

مگر بریلویت وہیں کھڑی ہے۔ اب بریلویت کے گھر میں چلتے ہیں۔ انہوں نے لفظ "ایسا" سے دو الزام لگائے۔

1۔ تھانوی صاحب نے آپ کے علم مبارک کو جانوروں کے علم سے تشبیہ دی۔

2۔ ان کے برابر علم کہا۔

اب ہم بھی بریلوی لوگوں کے گھر سے ایسے الفاظ لاتے ہیں اور پھر دنیا کے غیر جانبدار اور سمجھ دار لوگوں کو دعوت فکر دیں گے کہ اگر ہمارے لیے یہ اصول ہے تو ان کے لیے کیوں نہیں؟!

1۔ مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

کسی کو الو گدھا کہہ دو تو وہ رنجیدہ ہو جاتا ہے اور حضرت قبلہ و کعبہ کہہ دو تو خوش ہوتا ہے حالانکہ الو گدھا بھی مخلوق ہیں اور قبلہ و کعبہ بھی، ایسے ہی خالق کے مختلف ناموں میں مختلف تاثیریں ہیں۔ (اسرار الاحکام ص52)

اب دیکھیے لفظ "ایسے ہی "کووہ کہہ رہے ہیں جیسے کسی کو الو گدھا کہہ دیا جائے تو اثر پڑتا ہے ایسے ہی خدا کے ناموں سے دم وغیرہ کرنے میں بھی اثر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا انہوں نے اثر میں خدا کے نام اور اُلو گدھا کے ناموں کو برابر نہیں کیا اور کیا ایسی گھٹیا چیز سے تشبیہ دے کر ان کا ایمان باقی رہا۔ مگر بریلویت کو سانپ سونگھ جائے جو اس عبارت کا جواب دینے کی کوشش کریں۔

2۔ یہی مفتی صاحب اور جگہ لکھتے ہیں:

انبیاء نے اپنے آپ کو ظالم ضال خطاوار وغیرہ فرمایا ہے اگر ہم یہ لفظ ان کی شان میں بولیں تو کافر ہو جائیں ایسے ہی حضور سے فرمایا گیا اپنے کو بشر کہو۔ (نور العرفان ص802، کتب خانہ نعیمی لاہور)

تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ مفتی احمد یار نعیمی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو ظلم اور گمراہی کے برابر کہا ہے یا اس سے تشبیہ دی ہے؟ جو فتویٰ حکیم الامت حضرت تھانوی پر لگاتے ہو وہ مفتی احمد یار نعیمی پر بھی لگاؤ!

3۔ یہی مفتی اور جگہ لکھتے ہیں:

جب لاٹھی سانپ کی شکل میں ہو گی تو کھائے گی، پیے گی مگر ہو گی لاٹھی، یہ کھانا پینا اس کی اس شکل کا اثر ہو گا، ایسے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور ہیں جب بشری لباس میں آئے تو نوری بشر تھے، یہ کھانا پینا، نکاح وفات اسی بشریت کے احکام ہیں۔

(نور العرفان ص805 کتب خانہ نعیمی لاہور)

کیوں شریف الحق امجدی صاحب! یہاں بھی لفظ "ایسے" آیا ہوا ہے تو کیا آپ کے اصول سے یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو سانپ سے تشبیہ نہیں دی جا رہی؟ کیا یہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مبارک کو سانپ کے برابر نہیں کہا جا رہا؟ یہاں آپ خاموش کیوں ہیں؟ کیا وہ فتوے اور اصول ہمارے لیے ہی ہیں یا یہاں بھی کچھ توجہ فرمائیں گے؟!

اور یہ بات گزر چکی ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت پر سب سے پہلے مناظرہ مولوی احمد رضا اور مولانا عبد الباری فرنگی محلی کے مابین ہوا۔ جس میں بڑی ذلت سے فاضل بریلوی کو دوچار ہونا پڑا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے انوار مظہریہ ص292

اس وقت حضرت مولانا منظور احمد نعمانی صاحب نے حامد رضا کے اعلان پر کہ اگر یہ ہمارے متعلق ہوتی تو ہم اس پر عدالت میں درخواست دائر کرتے اور ہتک عزت کا پرچہ ان پر کروایا جاتا۔ یہی عبارت حامد رضا خان کے نام سے لے کر اپنے رسالے میں چھاپ دی مگر بریلویت کو سانپ سونگھ گیا۔

4- مولوی اشرف سیالوی لکھتے ہیں:

وہاں سب لوگوں نے اللہ رب العزت کے سوال الستُ بربّکم کے جواب میں بلیٰ کہا تھا لیکن یہاں کوئی شداد کوئی فرعون کوئی ہامان اور ابولہب بن گئے اس کی وجہ یہی ہے کہ عالم ارواح و عالم اجساد کا معاملہ مختلف ہے، اسی طرح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں ملائکہ و انبیاء کے نبی تھے لیکن یہاں نہ کوئی ملک نہ نبی پھر آپ نبی کس کے تھے؟ (نبوت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ص62)

بریلوی حضرات سے ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا یہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تمثیل فرعون وہامان سے نہیں دی جا رہی؟ اس عبارت پر رتو خود بریلوی مسلک کے لوگ بھی کہہ اُٹھے:

آپ نے بڑی دیدہ دلیری سے اور بے باکی سے سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم ارواح میں نبی ہونے اور بقول آپ کے عالم اجساد میں تقریباً 40 سال تک نبی نہ ہونے کا موازنہ حکم خداوندی کے مطابق جانوروں سے بھی بدتر کفار بلکہ کفار کے سرداروں کے کفر سے کر دیا۔ (نبوت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن لحظہ ص62،63)

اس تشبیہ و برابری پر کیا بریلوی علماء نے اس کو کافر کہا؟ اگر نہیں تو کیوں؟

5- فاضل بریلوی سے ایک سوال ہوا کہ ایک عالم نے اپنے وعظ میں کہا: "اے مسلمانو! آپ لوگوں کو سمجھانے کے لیے ایک مثال دیتا ہوں، اس کے بعد آپ لوگ خیال کریں کہ قوت ایمانی میں کہاں تک ضعف ہوگیا ہے۔ دیکھو کسی حاکم کا چپراسی سمن لے کر آتا ہے تو اس کا کس کا قدر خوف ہوتا ہے حالانکہ حاکم ایک بندہ مثل وشما سمن آدھے پیسے کا کاغذ جس میں معمولی مضمون ہوتا ہے، چپراسی 5،6 روپے کا ملازم ہوتا ہے مگر حالت یہ ہوتی ہے کہ اس کے خوف کے مارے لوگ روپوش ہو جاتے ہیں، لاچاری سے لیناہی پڑتا ہے بعدہ وکیل کی تلاش اور روپے کا صرف کرنا کذا و کذا اور اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کہ وہم بھر میں تہہ وبالا کر سکتا ہے۔ اس کا حکم نامہ قرآن پاک ومقدس کہ جس کے ایک ایک حرف پر دس بیس تیس نیکی کا وعدہ ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے۔ الخ........

الجواب: حاش للہ اس میں نہ تشبیہ ہے نہ تمثیل نہ اصلا معاذ اللہ توہین کی بو۔ (فتاویٰ رضویہ ج15، ص150)

اب دیکھیے! مولوی واعظ صاحب کہہ بھی رہے ہیں کہ ایک مثال دیتا ہوں اور اس میں اس نے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال چپراسی سے دی ہے۔ مگر فاضل بریلوی نے چونکہ اپنا آدمی تھا، اس لیے یہ کہہ دیا کہ کوئی تشبیہ وتمثیل نہیں حالانکہ وہ کہہ رہا ہے کہ میں مثال دیتا ہوں۔ اس آدمی نے تمثیل مانی بھی ہے مگر نہ اس مثال میں چپراسی سے آپ علیہ السلام کی برابری تسلیم کی جاتی ہے اور نہ تشبیہ۔

تو ہم بھی یہی کہتے ہیں ہماری مثال میں اس قسم کی گفتگو نہیں۔ اگر یہ گستاخی نہیں تو پھر ہماری کیوں ہے؟ کیا اسی وجہ سے ہے کہ ہم نے دین خالص لوگوں کو سنایا جس سے تمہیں تکلیف ہوئی!

اصل میں ایسی عبارات بریلویت میں بہت ہیں مگر انہوں نے اپنی ان عبارات پر عشق ومحبت کے مدعی ہونے کی چادر اوڑھ رکھی ہے۔ اس لیے ان کی کتب کو پڑھیں اور پھر فیصلہ فرمائیں کہ ان لوگوں کا عشق کا دعویٰ کہاں تک درست ہے؟

ایک اور طرز سے:

بریلوی حضرات حفظ الایمان کی اس عبارت پر اعتراض کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو تشبیہ دی گئی ہے جانوروں کے علم کے ساتھ، تو یہ بات برابری کو لازم کرنے والی ہے یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو جانوروں کے علم سے تشبیہ دینے کی وجہ سے یہ لازم آتا ہے کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا علم مبارک جانوروں کے علم کے برابر ہے۔ تو جواباً عرض یہ ہے کہ ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی اور خلیل احمد رانا جیسے بریلوی اسکالر کا عقیدہ ونظریہ تو یہ ہے کہ:

مشابہت سے مساوات بھی لازم نہیں آتی چہ جائے کہ مشبّہ کی برتری کا قول کیا جائے۔ (افضلیت غوث اعظم دلائل وشواہد ص86)

تو معلوم ہوگیا کہ فاضل بریلوی نے بہت بڑی زیادتی کی ہے جو کہ قابل معافی جرم نہیں اور اسی جرم کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود اپنے فتویٰ تکفیر میں بری طرح پھنس گیا جیسا کہ آپ اجمالی نظر میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

مفتی عبد المجید خان سعیدی لکھتے ہیں: مثال محض تفہیم کے لیے ہوتی ہے مساوات کے لیے نہیں۔ (کنز الایمان پر اعتراضات کا آپریشن ص186)

مفتی حنیف قریشی کہتے ہیں:

تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ ومشبہ بہ کی برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت وجہالت ہے۔ (ص539، روئیداد مناظرہ گستاخ کون)

مولوی ابو کلیم محمد صدیق فانی لکھتے ہیں:

مثال کے بیان سے مقصد کسی بات کو عام فہم انداز میں بیان کرنا مقصود ہوتا ہے یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جس چیز کے لیے مثال دی جا رہی ہے مثال اس کا عین ہے اور ہو بہو اس پر صادق آتی ہے۔ محدث حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں: انہ لا یلزم تشبیہ الشیء بالشیء مساواتہ لہ۔ (المنار المنیف ص60 طبع بیروت)

یعنی کسی شے کو کسی سے تشبیہ دی جائے تو یہ لازم نہیں آتا کہ یہ شے اس کے برابر ہے۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ سے برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت (بے وقوفی) ہے۔ (آئینہ اہلسنت ص390)

مولوی اشرف سیالوی لکھتے ہیں:

مثال میں صرف وجہ تمثیل کا لحاظ ہوتا ہے جملہ امور میں اشتراک نہیں ہوتا۔ (حاشیہ مناظرہ جھنگ ص52)

بلکہ مولانا لکھنوی نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ کبھی تشبیہ ناقص کے ساتھ مجرد تفہیم کے واسطے ہوتی ہے۔ (مجموعہ فتاوی اردو ج1ص20)

ایک اور طرز سے بریلوی عالم کا اعتراض:

بریلوی علامہ سردار احمد فیصل آبادی لکھتے ہیں:

اس ناپاک عبارت میں حضور پر نور شافع یوم النشور کے علم شریف کو بچوں، پاگلوں، جانوروں چار پاؤں کے علم سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس میں حضور علیہ اصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں صریح توہین اور کھلی گستاخی ہے۔ (دیوبندی سے لاجواب سوالات ص184، 183)

یعنی گھٹیا اشیاء کے ساتھ تشبیہ دینا گستاخی و توہین و کفر ہے۔ جیسا کہ جید بریلوی عالم اور بریلویوں کے حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

آپ کی شان میں ہلکی مثالیں دینا کفر ہے۔ (ملخصاً نور العرفان ص345)

اب آیئے دوسری طرف:

ہم پہلے بھی چند مثالیں لکھ آئے ہیں کچھ اور بھی عرض کر دیتے ہیں۔ بریلویت ملت کے "قائد" مولوی اشرف سیالوی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی مثال کافروں سے دیتے ہیں اور ان کی اس بات پر بریلوی علماء بھی بہت نالاں ہوتے ہیں۔

مثلاً مفتی عبد المجید خان سعیدی لکھتے ہیں:

مصنف تحقیقات نے جو حدیث لا یقاس بنا احد سے انحراف کرتے ہوئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نبوت والا معاملہ کافروں، مشرکوں اور منافقوں سے ملا کر جس سوئے ادبی کا ارتکاب کیا ہے وہ اس پر مستزاد ہے حالانکہ نبوت جب سلب سے پاک ہے اور سلب نبوت محال ہے تو اسے غیر نبی اور وہ کافر، مشرک اور منافق کے کفر و شرک اور نفاق سے ملا دینا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ سلب نبوت کے قائل نہ ہوتے تو یہ بات کبھی منہ سے نہ نکالتے اور گندی تشبیہ سے پرہیز کرتے۔ (سندیلوی کا چیلنج منظور ہے ص34)

مولوی اشرف سیالوی لکھتے ہیں:

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس بشری نسبتاً کثیف تھا اس لیے اس کثافت کو بار بار کے شق صدر اور چلہ کشی وغیرہ کے ذریعے جب لطیف کر دیا گیا تب آپ کو یہ منصب سونپا گیا۔ اس حقیقت کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ دوپہر کے سورج کے آگے سیاہی مائل اور دبیز تہہ والا بادل۔ (ملخصاً تحقیقات ص204)

اس پر تبصرہ کر کے سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

مصنف تحقیقات نے حضور کے چالیس سال کی عمر شریف تک بالقوہ بمعنی صلاحیت و استعداد نبی ہونے سے بھی صاف انکار کیا ہے اور آپ کی بشریت مقدسہ و مطہرہ منورہ از کی واطیب کو کثیف قرار دے کر اسے موٹی تہہ والے سیاہ بادل سے تشبیہ دی ہے جو سخت سوء ادبی ہے۔ (سندیلوی کا چیلنج منظور ہے: ص 47)

مفتی احمد یار نعیمی کو بھی دیکھیے اور اس کی دلیری کو بھی مد نظر رکھیے کہ ام البشر سیدہ حواء علیہا السلام کے متعلق کیا تشبیہ دیتا ہے؟ کہتا ہے:

حضرت حوا کو حضرت آدم کے جسم سے بغیر نطفہ بنایا دیکھو انسان کے جسم سے بہت سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں مگر وہ اس کی اولاد نہیں کہلاتے۔ (نور العرفان ص93، النساء آیت نمبر1)

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

ظاہری صورت کی یکسانیت دیکھ کر اولیاء انبیاء کو اپنا مثل نہ سمجھو نیم اور بکائن کا درخت یکساں معلوم ہوتا ہے مگر پھلوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ (نور العرفان ص169، سورۃ الانعام آیت نمبر99)

یہاں انبیاء و اولیاء کو تشبیہ بکائن جیسے کڑوے درخت سے دی ہے ۔

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

بھڑ اور شہد کی مکی ایک ہی پھول چوستی ہیں مگر یہ پھول کا رس بھڑ کے پیٹ میں پہنچ کر زہر اور شہد کی مکھی کے پیٹ میں پہنچ کر شہد بنتا ہے ایسے ہی ہمارا کھانا غفلت کا باعث ہے اور انبیاء کی خوراک نورانیت کے ازدیاد کا ذریعہ ہے۔ (نور العرفان ص414، سورۃ المومنون آیت نمبر32)

لفظ "ایسے ہی" بھی موجود ہے جو بریلوی اصول میں برابری اور تشبیہ دونوں کے لیے آتا ہے اور جن بریلویوں کے نزدیک صرف تشبیہ کے لیے آتا ہے وہ بھی دیکھیں کہ انبیاء کرام کو شہد کی مکھی سے تشبیہ دی گئی ہے جو کہ بریلوی اصول سے گستاخی بنتی ہے۔ آگے چلئے:

مفتی صاحب لکھتے ہیں: سانپ اور بھینس اگرچہ اللہ کی مخلوق ہے اس کی روزی کھاتے پیتے ہیں، مگر سانپ کے پاس زہر ہے اور بھینس کے پاس دودھ، اس لیے آپ سانپ کو مارتے ہیں اور بھینس کی خدمت کرتے ہیں۔ ایسے ہی کفار کے پاس کفر کا زہر ہے اور حضرات انبیاء، اولیاء، علماء کے پاس ایمان کا دودھ۔ (تفسیر نعیمی ج3، ص364، سورۃ آل عمران آیت نمبر33)

مفتی صاحب کا ایک اور ظلم ملاحظہ فرمائیں: جیسے ایک ہی رحم سے مختلف اولاد پیدا ہوتی ہے ایسے ہی ایک ہی تعلیم سے مریدین کے مختلف حالات ہوتے ہیں، نگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی تھی مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درجات مختلف۔

(تفسیر نعیمی ج3، ص243، سورۃ آل عمران آیت نمبر6)

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں: سچے مرید کا قلب گویا رحم ہے اور شیخ کامل کی نگاہ گویا نطفہ۔

اتنی حقیر چیزوں سے نبی پاک اور انبیاء علیہم السلام کو تشبیہ دینے والا کیا بریلوی اُصول کی رو سے گستاخ نہیں ؟!

ہم بریلوی مناظرین سے پوچھتے ہیں کہ سیالوی صاحب کی تشبیہات کا گھٹیا ہونا آپ بھی مانتے ہو، کیا فاضل بریلوی کے فتویٰ سے اسے کافر و گستاخ کہتے ہو یا نہیں؟

اور اگر اس اصول سے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو معافی نہیں تو مفتی احمد یار نعیمی کو معافی کیوں؟ جو انبیاء کو تشبیہ کبھی بھینس سے اور کبھی کسی سے دیتا ہے، اسے معافی کیوں ہے؟ بریلوی اکابرین نے اس کے خلاف کتنی کتابیں لکھی ہیں؟ آخر کیوں معافی دی؟ بریلوی حضرات شیر مادر سمجھ کر اور گیارہویں کا ٹھنڈا میٹھا دودھ سمجھ کر ان سوالات کو ہضم تو کر سکتے ہیں لیکن جواب نہیں دے سکتے۔

اب اصل عبارت کو دیکھیں:

"آپ کی ذاتِ مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو زید عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہوتی ہے۔"

عبارت میں "ایسا علم" سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی طرف اشارہ نہیں بلکہ "مطلق بعض علم" کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ عبارت کے آخری ٹکڑا اسے معلوم ہو رہا ہے یعنی اگر بعض علم کی وجہ سے عالم الغیب کہتے ہو تو پھر ہر ایک کو بعض علم تو ہے یعنی کچھ نہ کچھ تو پتہ ہے، لہٰذا ان کو بھی عالم الغیب کہو۔ تو حضرت تھانوی نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ سرکار والا علم مبارک سب کو ہے۔